احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۷/۴۲ | جمعرات ۔ ۲۸ ۔ جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ، ۲۴ ، فتح ۱۳۷۱ ہش، ۲۴ ۔ دسمبر ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلان

امسال ۲۶ ۔ ۲۷ ۔ ۲۸ دسمبر کو جلسہ سالانہ کے ربوہ میں انعقاد کی اجازت کے لئے حکومت کو درخواست دی گئی تھی ۔ چونکہ تا حال حکومت کی طرف سے اجازت دینے یا نہ دینے کی بابت کوئی جواب موصول نہیں ہوا اور اب مزید انتظار ممکن نہیں ۔ اس لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے جلسہ سالانہ کا انعقاد ملتوی کیا جاتا ہے ۔ احباب مطلع رہیں ۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یاد رکھو ۔ انسان کے واسطے یہی ایک عالم نہیں بلکہ اس کے بعد ایک اور عالم ہے ۔ یہ تو ایک بہت ہی مختصر زندگی ہے کوئی پچاس ساٹھ سال کی عمر میں مر گیا ۔ کسی نے دس بارہ سال اور گذار لئے ۔ اس جگہ کی مصائب کا خاتمہ تو موت کے ساتھ ہو جاتا ہے مگر اُس عالم کا خاتمہ نہیں ۔ جب قیامت برحق ہے اور ایمان کا لازمہ ہے تو اس چند روزہ زندگی کی تکالیف کا برداشت کر لینا کیا مشکل ہے ۔ اُس دائمی جہان کے واسطے کوشش کرنی چاہیئے ۔ جو شخص کوئی تکلیف بھی نہیں اٹھاتا ۔ وہ کیا سرمایہ رکھتا ہے ۔ (صاحب ایمان) کی نشانی یہ ہے کہ وہ صرف صبر کرنے والا نہ ہو بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ مصیبت پر راضی ہو ۔ خدا کی رضا کے ساتھ اپنی رضا ملا لے ۔ یہی مقام اعلیٰ ہے ۔ مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنا چاہیئے ۔ منعم کو نعمتوں پر مقدم رکھو ۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ شکوہ شروع کرتے ہیں گویا خدا تعالیٰ کے ساتھ قطع تعلق کرتے ہیں ۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۱۷ ۔ ۴۱۸)

سانحہ ارتحال

مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ بیوہ مکرم عبد الغنی صاحب آف گوجرانوالہ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۹۲ء بوقت ۱ بجے دن وفات پا گئیں ۔ موصوفہ گذشتہ تین سال سے بعارضہ فالج و دیگر عوارض کے صاحب فراش چلی آرہی تھیں ۔

موصیہ ہونے کی وجہ سے ان کا جنازہ گوجرانوالہ سے ربوہ لایا گیا اور ۲۲ دسمبر کو ظہر کے بعد مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نے بیت المہدی گولبازار میں ان کا جنازہ پڑھایا ۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا بھی مکرم مولانا صاحب

باقی صفحہ ۷ پر

مہمان نوازی کے اعلیٰ اقدار کو قائم کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مہمان نوازی سے متعلق مختلف باتیں میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں ۔ لیکن ایک دو باتیں ایسی ہیں جو مہمان نوازی کی اعلیٰ قدروں سے تعلق رکھتی ہیں ۔ اس لئے اہل ربوہ کو عمومی تحریک کرنا چاہتا ہوں ۔ حضرت اقدس (بانی سلسلہ احمدیہ) نے مہمان نوازی کا جو معیار ہمارے سامنے رکھا ہے وہ بار بار جماعت کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے تاکہ اس اعلیٰ معیار کو پیش نظر رکھ کر ہم اپنی تربیت کریں چنانچہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) بیان فرماتے ہیں ۔

"ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور سامان لایا جائے چارپائی بچھائی جائے ۔"

کئی دفعہ ایسا بھی ہو جاتا ہے ۔ مجھے علم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے لمبی تربیت کے نتیجہ میں اب کارکنان دوڑ دوڑ کر سامان اٹھاتے ہیں اور اتارتے ہیں اور یہ عذر پیش نہیں کرتے کہ ہم مزدور نہیں ہیں ۔ مزدور لے کر آؤ یا خود اتارو ۔ مگر اس زمانہ میں مہمان خانہ کے جو ملازم تھے یا تو شاید نئے تھے یا ان کی ایسے طور پر تربیت نہیں ہو پائی تھی اس لئے

"خادموں نے کہا آپ خود اپنا سامان اتروائیں ۔ چارپائیاں بھی مل جائیں گی دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے ۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کہتے ہیں ۔ میں نے مولوی عبد الکریم صاحب سے ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے ۔ جانے بھی دو ایسے جلد بازوں کو ۔ حضور کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا ۔ حضور ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے ۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے ۔ میں بھی ساتھ تھا ۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا اور حضور کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضور نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا ہے ۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے حضور نے یکہ پر سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا اور فرمایا کہ میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ تھے اور سوار نہ ہوئے ۔ اس کے بعد مہمان خانہ پہنچے ۔ حضور نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لیا ۔ حضور نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کرائے ۔ اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کیونکہ اس طرف چاول کھائے جاتے ہیں اس لئے میں چاول خود ہی بھجوا دوں گا ۔ اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا ۔ غرضیکہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے مہیا فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے ۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے ۔ راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے ۔ یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب میں منزل پر پہنچ گیا ہوں ۔ اگر یہاں آکر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہوگی ۔ ہمارے دوستوں کو خیال رکھنا چاہیئے ۔ اس کے بعد جب تک وہ مہمان ٹھہرے رہے ۔ حضور کا یہ معمول تھا کہ روزانہ ایک گھنٹے کے قریب ان کے پاس آکر بیٹھتے اور تقریر وغیرہ فرماتے ۔ جب وہ واپس ہوئے تو صبح کا وقت تھا حضور نے دو گلاس دودھ کے منگوائے اور انہیں فرمایا یہ پی لیجئے اور نہر تک انہیں چھوڑنے کے لئے ساتھ گئے ۔ راستہ میں بار بار ان سے فرماتے رہے کہ آپ تو مسافر ہیں ۔ آپ یکہ میں سوار ہولیں مگر وہ سوار نہ ہوئے ۔ نہر پر پہنچ کر انہیں سوار کرا کر حضور واپس تشریف لائے ۔"

(الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۸۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۴- فتح ۱۳۷۱ ہش ۲۴- دسمبر ۱۹۹۲ء

خدا تعالیٰ کیلئے احسانمندی

یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ احسان کو بنظر استحسان دیکھتی ہے۔ دل میں لاشعوری طور پر شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس طرح آپس میں رابطہ بڑھتا ہے اور مستحکم ہوتا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے۔ کہ انسان یہ سمجھے کہ احسان ہے کیا۔ بعض اوقات اس کے جواب میں لوگ کہہ دیتے ہیں اس نے ہمارے لئے کیا ہی کیا ہے۔ جو ہم اس کے ممنون ہوں۔ گویا کہ وہ احسان کو احسان جانتے ہی نہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر انسان احسان کو احسان سمجھ لے تو اس کے دل میں جذباتِ تشکر کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اور اگرچہ انسانوں کے متعلق تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ احسان پر شکر کا جذبہ دیکھ کر لازمی طور پر مزید احسان بھی کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ بات یقینی ہے کہ اگر انسان خدا تعالیٰ کے احسان کے پیش نظر اس بات کا شکر ادا کرے تو اس پر مزید احسانات کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اگر تم شکر گذاری کے جذبہ کا اظہار کرو گے تو تمہیں مزید احسانوں سے نوازا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے احسانات تو ہر لمحہ جاری و ساری رہتے ہیں۔ انسان کی زندگی کا ہر لمحہ اس کے احسانات کے زیر بار ہے۔ انسان نیک ہو یا بد۔ امیر ہو یا غریب۔ خوش مزاج ہو یا بد مزاج۔ آخر ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق۔ اور خالق ہر حال میں اپنی مخلوق پر احسان کرتا ہے۔ احسان کا رنگ تو بدل سکتا ہے لیکن احسان ہوتا ضرور ہے۔ اگر ہم اپنے ماحول پر نظر ڈالیں تو دیکھیں گے کہ ہم سے بہت کم لوگ اوپر ہیں اور بہت زیادہ نیچے۔ کیا یہ احسانِ خداوندی نہیں کہ اس نے ہمیں وہ کچھ بنایا ہے جو ہم ہیں۔ اس نے وہ کچھ دیا ہے جو ہمارے پاس ہے۔ اور ہمیں دیتا ہی چلا جاتا ہے۔ صرف غور کرنے کی بات ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ غور کے بغیر تو انسان کچھ سمجھ ہی نہیں سکتا۔

جذبۂ احسانمندی کے لئے لازم ہے کہ احسان ہر اچھی بات کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب اور ہر بُری بات کو اپنی کمزوری پر محمول کرے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جذبہ بچپن ہی سے پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ گھر میں کوئی چیز لائی جاتی ہے تو بچوں کو بتایا جائے کہ یہ چیز ہمیں اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ لایا تو باپ ہوگا یا بھائی۔ یا ماں یا بہن۔ لیکن اس میں کیا شک کہ اس لانے کے پیچھے بھی تو کسی کا ہاتھ ہے۔ لانے کی قوت کہاں سے آئی۔ لانے کا جذبہ کہاں سے آیا۔ یہ بات ہے جو خدا کا ہاتھ ظاہر کرتی ہے۔ اسی ہاتھ کی طرف بچپن سے توجہ مبذول کروانا چاہیئے تاکہ خدا تعالیٰ کیلئے احسانمندی کا جذبہ پیدا ہو۔ یہی صحیح صورتِ حال ہے۔

منظور ہے سبھی کچھ، جو بھی تری رضا ہے
فضلوں سے تیرے ہم نے یہ راز پالیا ہے
ہر چیز ہے میسّر دامن بھرا ہوا ہے
"گھر سے تو کچھ نہ لائے تیری ہی سب عطا ہے"

ابوالاقبال

مَیں جسے آغاز کہتا ہوں وہی انجام ہے
مَوت شائد آرزوئے زندگی کا نام ہے

تم چلے آؤ تو آنگن میں بہار آ جائے گی
ورنہ پت جھڑ کے لئے یہ گھر بڑا بدنام ہے

مرتکب ہوتا ہے کون اس جُرم کا دیکھا بھی ہے
کون ناکردہ گنہ کا موردِ الزام ہے

ہر گلی میں نصب کرتے جائیے دار و رسن
ہر محبِّ قوم و مِلّت کا یہی انعام ہے

خاک و خوں میں مَیں نے لُٹ پِٹ ہو کے رکھ لی تیری لاج
اور خلوصِ دل کا یہ ادنیٰ سا اِک اقدام ہے

تُو نے دزدیدہ نظر سے کر دیا ہے سرفراز
لوگ کہتے ہیں یہ دار و گیر کا پیغام ہے

میری آنکھوں سے جھلکتی ہے محبّت کی دھنک
اور نفرت سے کسی کی آنکھ خون آشام ہے

شام کے اس ملگجے میں مجھ سے رہیئے ہمکلام
میری تنہائی میں تاریکی، بڑا ابہام ہے

بے خودی میں کر گیا ہوں مَیں بیاں اپنا مقام
گرچہ میرا نام خاص و عام میں بدنام ہے

کیوں نسیم اس سے نہ جھلکے میرا عجز و انکسار
ہر کس و ناکس کا میرے دل میں جو اکرام ہے

نسیم سیفی

"دنیا میں قومیں گرتی اس لئے ہیں کہ ان کے افراد کام کی عظمت اور اپنی کمزوریوں کو دیکھ کر ہمّت ہار بیٹھتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھتے اور اس سے استمداد نہیں کرتے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ گے تو تم ضرور کامیاب ہو گے۔ خدا تعالیٰ نے جب خود ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے تو وہ اسے کیوں پورا نہیں کرے گا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کا کام کرو اور وہ خود اپنا کام نہ کرے۔ جب آقا اپنے کسی نوکر کو کوئی کام کرنے کا حکم دیتا ہے تو اسے اپنے کام کا اپنے نوکر سے زیادہ احساس ہوتا ہے۔"
(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

زکار افتادہ را بر کار می آرد خدا زیں رہ
ہمیں باشد دلیلِ آنکہ ہست از خلق پنہانی

خدا اس طرح ایک ناکارہ انسان سے کام لیتا ہے اور یہی اس مخفی ہستی کی موجودگی کا ثبوت ہے

مگر باید کہ باشد طالبِ او صابر و صادق
نہ بیند روز نومیدی وفادار از دل و جانی

مگر چاہیئے کہ اُس کا طالب صابر اور سچا ہو اس کا دلی وفادار نامرادی کا دن نہیں دیکھتا

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ان اشعار میں اپنے مخاطب کو بھائی کہہ کر پکارتے ہیں اور وہ دردمندانہ نصیحت فرماتے ہیں کہ اس ذلیل دُنیا سے دل نہ لگایا جائے۔ ذلیل اس لئے کہ انسان کو جب وہ اس کے پیچھے بھاگتا ہے ذلیل کر دیتی ہے۔ یہ کوئی وقار کی بات نہیں کہ انسان دن رات دُنیا کی ہی اشیاء کے پیچھے بھاگتا رہے۔ اور اسے رُوحانیت کی کوئی خبر نہ ہو۔ حضور فرماتے ہیں کہ اس ذلیل دُنیا کی دولت سے دل نہ لگاؤ۔ اس کی دولت جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں ایسی ہے کہ اگر اس کی حرص انسان میں پیدا ہو جائے تو اُسے کہیں کا نہیں چھوڑتی وہ اس حرص میں دولت ہی کے پیچھے بھاگا پھرتا ہے اور ہر بری سے بُری بات کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ تاکہ اسے مزید دولت مل جائے۔ حالانکہ حضور فرماتے ہیں کہ یہ دولت ایک ایسا شہد ہے جس کے ہر قطرے میں ہلاک کر دینے والی زہر ملی ہوئی ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ اگر دولت انسان حاصل بھی کر لے تو اسے حقیقی سکون حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک تو اس کی یہ حرص بڑھتی ہی رہتی ہے اور وہ دولت حاصل کرنے کے بعد مزید دولت حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ دوسرے اسے یہ فکر بھی لاحق ہو جاتا ہے کہ وہ اس دولت کو محفوظ کیسے رکھے۔ چوروں اور ڈاکوؤں سے اسے کس طرح بچائے۔ اور یہ بات بھی اس کے لئے خاصی پریشانی کا باعث بن جاتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ اصل زندگی تو یہ ہے کہ انسان اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ دین کی ترقی اور اس کی بہبود کے لئے کوشش کرتا رہے۔ دین اس کے لئے دائمی راحت کا باعث ہو سکتا ہے اور اس کے لئے کوشش کرنا اس کے دل کو تسکین دینے کی ایک نہایت بہتر صورت ہے۔ اور اگر وہ واقعی اپنی جان اور اپنے مال سے خدا تعالیٰ کے دین کے لئے کوشش کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ انسان کی زندگی کا مطلب ہی خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے تو پھر جس کو یہ خوشنودی حاصل ہو جائے اسے اور کیا چاہیئے۔

جہاں تک دین کے لئے کوشش کرنے کا سوال ہے اس سلسلے میں دو باتیں یاد رکھنے کے لائق ہیں۔ ایک تو یہ کہ دین کو اپنی زندگی پر وارد کرے۔ احکامِ الٰہی کی پوری طرح پیروی کرے۔ دوسرے یہ کہ اپنے معاشرے کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے خدا تعالیٰ کے احکام سے انہیں آگاہ کرتا رہے اور کوشش کرے کہ دوسرے لوگ بھی خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں۔ اور اس دُنیا کو بہتر بناتے ہوئے اس کی خوشنودی حاصل کریں۔ اسی سلسلے میں حضور فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے ایمان میں نور ہے تو اسے اس بات کو اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہیئے کسی کے چہرے پر تو نہیں لکھا ہوتا کہ وہ ایماندار ہے یعنی امین بھی ہے اور دیانت دار بھی ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے ارکان کی پیروی بھی کرتا ہے۔ جب تک انسان اپنے عمل سے ان باتوں کو ثابت نہ کرے۔ اس وقت تک دنیا یہ بات نہیں مان سکتی۔ اور اگر دنیا یہ بات نہ مانے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دُنیا کے لوگوں تک خدا تعالیٰ کے احکام پہنچانے سے قاصر رہا۔ حضور ایک نہایت لطیف مثال دیتے ہیں کہ جو شخص یوسف سے محبت کرتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ کنعان کا راستہ اختیار کرے کیونکہ یوسف تو کنعان کا رہنے والا تھا۔ اگر یوسف کا راستہ اختیار نہیں کرتا اس کی طرف نہیں جاتا۔ اس کے ساتھ اپنے دل کے میلان کا اظہار نہیں کرتا تو کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ یوسف سے اسے محبت ہے۔ یہاں یوسف سے مراد حضرت یوسفؑ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت حسن عطا کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ جو بذاتِ خود انتہائی حسین ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرے۔

اے خدا! تو اپنے آپ کو ہم پر ظاہر فرما۔ ہم اس دُنیا کے پیچھے نہ بھاگیں بلکہ دین کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہیں۔ دین کو اپنی زندگیوں پر وارد کریں اور دین کو معاشرے میں پیش کر کے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے آستانے پر لانے کی کوشش کریں۔ اور یہ ساری باتیں ہم اپنے عمل سے ثابت کریں۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ سے محبت کو ہم اس کی فرمانبرداری سے ثابت کریں۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افکارِ عالیہ

"یہ اصول یاد رکھیں... جتنا سچّا انسان ہو، جتنا سچائی سے بات کرنے والا ہو اتنا ہی اس کا کردار سچائی میں ڈھلنے لگتا ہے اور اتنا ہی اس کی آواز میں وزن پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی کا دوسرا نام قوتِ قدسیہ ہے۔ بظاہر وہی الفاظ ہوتے ہیں جو عام بنی نوع انسان استعمال کرتے ہیں۔ لیکن انہی الفاظ میں ڈھلا ہوا کلام بظاہر ایک عام انسان کر رہا ہے۔ لیکن اس کے اندر ایک غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں غیر معمولی جذب اور اثر پیدا ہو جاتا ہے۔

تو اس سے آپ یہ نکتہ بھی سمجھ لیں کہ اگر آپ نے کامیاب د۔) بننا ہے تو آپ کو سچائی اختیار کرنی پڑے گی۔ ایسی گندی عادتیں ہمارے معاشرے میں پڑ چکی ہیں کہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا ہر گھر سچائی پر قائم ہے مذاق میں جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ بچے جھوٹ بول رہے ہیں۔ عورتیں اس کو برداشت کرتی ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ کوئی بات نہیں، بچہ جھوٹ بول رہا ہے۔ جھوٹ بول کر دھوکا دیتا ہے سارے ہنستے ہیں کہ آج اس نے کمال کر دیا فخر سے۔ بچہ بولتا ہے میں تو یونہی کہہ رہا تھا، گپ مار رہا تھا اور کیسے بے معنی اور کھوکھلے فخر کے ساتھ ماؤں کی نگاہیں اس پر پڑتی ہیں اور وہ اپنی گندی عادات میں پختہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن کی طرف آپ کو توجہ کرنی پڑے گی... اپنی حفاظت رکھیں، اپنی آئندہ نسلوں کی حفاظت کریں۔ اور یہ بات یقین کر لیں کہ کوئی منطقی چالاکی، کوئی دلیل یا نفسِ مضمون کی عظمت کام نہیں آ سکتی۔ جب تک بات کہنے والا سچی نہ ہو۔

اس کی سچائی اور اس کی پاکیزگی اس کے کلام میں ایک غیر مرئی اثر پیدا کر دیتی ہے۔ آپ نے کبھی مقناطیس کا لوہا بھی دیکھا ہوگا اور عام لوہا بھی دیکھا ہوگا۔ دنیا کا کوئی سائنسدان بھی نظری طور پر اس کو دیکھ کر اس کے رنگ یا اس کی شکل و صورت کے فرق سے یہ بتا نہیں سکتا کہ یہ مقناطیس ہے اور یہ عام لوہا ہے۔ لیکن نظر نہ آنے کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ مقناطیس میں ایک غیر مرئی یعنی نہ نظر آنے والی طاقت ہے اور دُنیا کی سب سے بڑی طاقت غیر مرئی طاقت ہُوا کرتی ہے۔ دُنیا کا جتنا بھی کارخانہ چل رہا ہے اس کا مرکزی فلسفہ یہ ہے کہ یہ کارخانہ ظاہر نظر آنے والی طاقتوں سے کئی گنا زیادہ حیرت انگیز طور پر زیادہ ان غیر مرئی طاقتوں کا مرہونِ منت ہے جن کے متعلق انسان کو پتہ ہی نہیں کہ کس قسم کی طاقتیں کس طرح کام کر رہی ہیں۔ آج تک انسان ان کی کُنہہ کو ہی نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ الفاظ کو غیر مرئی طاقت عطا ہوتی ہے تو غیر سائنسی بات نہیں ہے۔ قانونِ قدرت اسی طرح پر ہے۔ اللہ تعالیٰ جس نے یہ کائنات بنائی ہے اس نے اسی طرح کا نقشہ بنا رکھا ہے کہ کائنات میں سب سے عظیم طاقتیں وہ ہیں جو غیر مرئی ہیں۔

اور عظیم تر طاقتوں کا منبع سب سے بڑی ذات حضرت احدیت اللہ جلّشانہٗ بھی ایک غیر مرئی طاقت ہے وہی طاقت ہے جس کی برکت سے الفاظ میں عظمت پیدا ہوتی ہے اور

باقی صٹ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

برصغیر کی تقسیم کے ابتدائی زمانے میں حضرت امام جماعت الثانی نے یہ آواز بھی بلند کی کہ کشمیر کو بہر کیف پاکستان میں شامل کیا جائے اور حکومت پاکستان حیدرآباد (دکن) اور کشمیر کو ایک متوازی سطح پر حل کرنے کے لئے فوری کارروائی کرے۔ چنانچہ اس سلسلے میں حضور نے ۱۶؍اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ایک پریس کانفرنس منعقد کی جس کی روداد اخبار "زمیندار" نے حسب ذیل الفاظ میں شائع کی:۔

• کشمیر کو ہر قیمت پر پاکستان میں شامل کیا جائے۔

مرزا بشیرالدین امیر جماعت احمدیہ کا بیان۔

لاہور ۔ ۱۷؍اکتوبر۔ مرزا بشیرالدین محمود احمد نے کل ایک پریس کانفرنس میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان یا ہندوستان میں ریاست ہائے کشمیر و حیدرآباد کی شمولیت کا فیصلہ بیک وقت ہونا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ خواہ حکمران یا خواہ عوام کو شمولیت کے فیصلے کا مجاز قرار دیا جائے۔ لیکن دونوں ریاستوں کے فیصلوں کا معیار ایک ہی ہونا چاہیئے

مرزا صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ کشمیر کا پاکستان میں شامل ہونا اشد ضروری ہے کیونکہ اگر کشمیر ہندوستان میں شامل ہوگیا تو پاکستان کی سرحد پانچ سو میل لمبی ہو جائے گی اور حملے کا خطرہ بڑھ جائے گا۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ حکومتِ پاکستان اس سلسلے میں مؤثر اقدام کرے گی۔ آپ نے ہر دو حکومتوں سے مطالبہ کیا کہ انہیں مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے آپس میں معاہدہ کرنا چاہیئے۔"

حضور انور نے حکومتِ پاکستان اور عوام دونوں پر اپنا مندرجہ بالا نقطہ نگاہ نمایاں کرنے کے لئے "کشمیر اور حیدرآباد" کے عنوان سے ایک مفصل مضمون رقم فرمایا جو الفضل ۱۹؍اکتوبر ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ حضور نے حیدرآباد اور کشمیر کے حالات کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا۔ حیدرآباد اور کشمیر کے سوال متوازی ہیں۔ اور ایک کا فیصلہ دوسرے کے فیصلے کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ جب تک ان میں سے کوئی ایک حکومت فیصلہ نہیں کرتی اس وقت تک پاکستان کے ہاتھ مضبوط ہیں۔ عقلی طور پر ان دونوں ریاستوں کے فیصلے دو اصول میں سے ایک پر مبنی ہو سکتے ہیں۔ یا تو اس اصل پر کہ جدھر راجہ جانا چاہے اس کو اجازت ہو اگر یہ اصل تسلیم کر لیا جائے تو حیدرآباد پاکستان میں شامل ہو سکتا ہے یا آزادی کا اعلان کر کے پاکستان سے معاہدہ کر سکتا ہے اور کشمیر ہندوستان یونین میں شامل ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں پاکستان کی آبادی میں پونے دو کروڑ کی زیادتی ہو جائے گی۔ اور ایک طاقتور حکومت جس میں کثرت سے معدنیات پائی جاتی ہیں، پاکستان کو مل جائے گی اور بوجہ پاکستان میں شمولیت کے ہندوستان اس کے ذرائع آمد و رفت کو بند نہیں کر سکے گا کیونکہ اس طرح وہ پاکستان سے جنگ کرنے والا قرار پائے گا۔

دوسرے اس اصل پر فیصلہ ہو سکتا ہے کہ ملک کی اکثریت جس امر کا فیصلہ کرے اسی طرف ریاست جا سکتی ہے۔ اگر اس اصل کو تسلیم کر لیا جائے تو کشمیر پاکستان کے ساتھ ملنے پر مجبور ہوگا اور حیدرآباد ہندوستان کے ساتھ ملنے پر مجبور ہوگا۔ اگر ایسا ہوا تو پاکستان کو یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ ۳۲ لاکھ مسلمان آبادی اس کی آبادی میں اور شامل ہو جائے گی۔ لکڑی کا بڑا ذخیرہ اس کو مل جائے گا۔ بجلی کی پیداوار کے لئے آبشاروں سے مدد حاصل ہو جائے گی اور روس کے ساتھ اس کی سرحد کے مل جانے کی وجہ سے اسے سیاسی طور پر بڑی فوقیت حاصل ہو جائے گی۔

پس پاکستان کے لئے ان دونوں ریاستوں میں سے کسی ایک کا مل جانا نہایت ہی ضروری ہے۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس معاملہ کی طرف پاکستان گورنمنٹ نے توجہ نہیں کی۔ اور ہندوستانی گورنمنٹ جلد جلد ایسے حالات پیدا کر رہی ہے کہ شاید دونوں ریاستیں ہی ہندوستان میں شامل ہو جائیں۔ پاکستان گورنمنٹ کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ ان دونوں ریاستوں کے متعلق ویسی ہی جلدی سے کام لیتی جیسا کہ ہندوستان لے رہا ہے اور ہندوستان پر یہ زور ڈالتی کہ ان دونوں ریاستوں کے متعلق ایک ہی اصل سے کام لیا جائے گا یا دونوں ریاستوں کا فیصلہ حکمران کے فیصلے کے مطابق ہوگا دونوں ریاستوں کا فیصلہ آبادی کی اکثریت کے فیصلہ کے مطابق ہوگا مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اب یہ تشویشناک اطلاعیں آ رہی ہیں کہ چار پانچ دن کے اندر اندر حیدرآباد اپنا آخری فیصلہ کر دے گا بلکہ شائد آج ۱۶؍تاریخ کو ہی اس کا آخری فیصلہ شائع ہو جائے۔ اگر ایسا ہوگیا اور حیدرآباد ہندوستان کے ساتھ مل گیا تو دنیا دیکھ لے گی کہ ہندوستان یونین کی اکثریت کے فیصلہ کو نظر انداز کر کے اس امر پہ زور دینے لگے گی کہ جو والیٔ ریاست کہے اسی کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیئے اور کشمیر کا والیِ ریاست یقیناً ہندوستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کرے گا۔ جب تک حیدرآباد ہندوستان یونین میں شامل نہیں ہوتا ہندوستان یونین اس دلیل کو کبھی تسلیم نہیں کرے گی۔ کیونکہ اگر وہ کشمیر کو ملانے کے لئے اس دلیل پر زور دے تو حیدرآباد اس کے ہاتھ سے جاتا ہے لیکن جب حیدرآباد اس کے ساتھ مل گیا تو پھر وہ اسی دلیل پر زور دے گا۔ خصوصاً اس لئے کہ پاکستان کے بعض لیڈر یہ اعلان کر چکے ہیں کہ موجودہ قانون کے لحاظ سے فیصلے کا حق والیٔ ریاست کو ہے۔ نہ کہ ملک کی اکثریت کو۔ اس صورت میں کشمیر کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ہمارے پاس کوئی دلیل باقی نہیں رہے گی۔

پس ہمارے نزدیک پیشتر اس کے کہ حیدرآباد کے فیصلے کا اعلان ہو حکومتِ پاکستان کو اعلیٰ سیاسی سطح پر ان دونوں ریاستوں کے متعلق ایک ہی وقت میں فیصلہ کرنے پر اصرار کرنا چاہیئے۔ اور ہندوستانی یونین سے یہ منوا لینا چاہیئے کہ وہ دونوں طریق میں سے کس کے مطابق فیصلہ چاہتا ہے کہ آیا والیٔ ریاست کی مرضی کے مطابق یا آبادی کی کثرت رائے کے مطابق اگر والیٔ ریاست کی مرضی کے مطابق فیصلہ ہو تو حیدرآباد اور جونا گڑھ کے متعلق ان کو اصرار کرنا چاہیئے کہ یہ پاکستان میں شامل ہوں۔ اور اگر آبادی کی کثرت رائے کے متعلق فیصلہ ہو تو پھر کشمیر کے متعلق ان کو اصرار کرنا چاہیئے کہ وہ پاکستان میں شامل ہو۔

ہم جو کچھ اوپر لکھ آئے ہیں اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پاکستان کا فائدہ اسی میں ہے کہ کشمیر اس کے ساتھ شامل ہو حیدرآباد کی حفاظت کرنی اس کے لئے مشکل ہے۔ اور پھر کسی ایسی حکومت کو دیر تک قابو میں نہیں رکھا جا سکتا جس کی آبادی کی اکثریت اس سے اتحاد کے مخالف ہو۔ تیسرے حیدرآباد چاروں طرف سے ہندوستانی یونین میں گھرا ہوا ہے۔ اس کے برخلاف کشمیر کی اکثر آبادی مسلمان ہے۔ کشمیر کی لمبی سرحد پاکستان سے ملتی ہے۔ کشمیر کی معدنی اور نباتاتی دولت ان اشیاء پر مشتمل ہے جن کی پاکستان کو اپنی زندگی کے لئے اشد ضرورت ہے اور کشمیر کی ایک سرحد پاکستان کو چین اور روس کی سرحدوں سے ملا دیتی ہے۔ یہ فوائد اتنے عظیم الشان ہیں کہ ان کو کسی صورت میں بھی چھوڑنا درست نہیں ہے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ پاکستان کی سرحدیں کشمیر کے ہندوستان یونین میں مل جانے کی وجہ سے بہت غیر محفوظ ہو جاتی ہیں۔ پس ملک کے ہر اخبار، ہر انجمن، ہر سیاسی ادارے اور ہر ذمہ دار آدمی کو پاکستانی حکومت پر متواتر زور دینا چاہیئے کہ حیدرآباد کے فیصلہ سے پہلے پہلے کشمیر کا فیصلہ کروا لیا جائے۔ ورنہ حیدرآباد کے ہندوستانی یونین سے مل جانے کے بعد کوئی دلیل ہمارے پاس کشمیر کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ سوائے اس کے کہ کشمیر کے لوگ خود بغاوت کر کے آزادی حاصل کریں لیکن یہ کام بہت لمبا اور مشکل ہے اور اگر کشمیر گورنمنٹ ہندوستان یونین میں شامل ہو گئی تو پھر یہ کام خطرناک بھی ہو جائے گا۔ کیونکہ ہندوستان یونین اس صورت میں اپنی فوجیں کشمیر میں بھیج دے گی اور کشمیر کو فتح کرنے کا صرف یہی ذریعہ ہوگا کہ پاکستان اور ہندوستانی یونین آپس میں جنگ کریں۔

عنوانِ مقابلہ مضمون نویسی خدام الاحمدیہ سہ ماہی اوّل "استقامت"

(آخری تاریخ ۱۵؍جنوری ۱۹۹۳ء) (مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حبیب اللہ خان ۔ ایم ایس سی

ہمارا نظامِ شمسی

اس وقت مریخ کے مطالعہ کی جو کوششیں کی جارہی ہیں اور آئندہ کے جو پروگرام زیر غور ہیں ان کی اہمیت کو سمجھنے سے قبل ہمیں اپنے نظام شمسی کے بارے میں سرسری سا علم ہونا ضروری ہے۔ جب ہم آسمان کی طرف رات کے وقت نگاہ کرتے ہیں تو وہ بے شمار چھوٹے بڑے ستاروں سے جگمگاتا نظر آتا ہے۔ ان میں سے ہر تارہ اپنی جگہ ایک سورج ہے بلکہ بعض ستارے ہمارے سورج سے سینکڑوں، ہزاروں گنا بڑے ہیں اور چمک دمک میں بھی اس پر فوقیت رکھتے ہیں لیکن اپنی دوری کے باعث وہ روشنی کا صرف ایک نقطہ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی روشنی کو زمین تک پہنچنے میں ہزاروں، لاکھوں سال لگ جاتے ہیں حالانکہ روشنی کی اپنی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی ثانیہ ہے۔ بظاہر یہ ستارے بڑی بے ترتیبی سے آسمان میں بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن یہ الگ الگ نظاموں میں مربوط ہیں اور خاص سمتوں میں دوڑے چلے جارہے ہیں۔ ہر ستارہ نہ صرف اپنے محور کے گرد گھوم رہا ہے بلکہ وہ کائنات کی وسعتوں میں اپنے اپنے مقررہ مدار میں گردش کر رہا ہے۔ ان میں سے ہر ایک بلا روک ٹوک تیر رہا معلوم ہوتا ہے۔ اس وسیع کائنات میں ہمارا نظام شمسی ایک کونے میں واقع ہے جس کا مرکز سورج ہے۔ سورج اکیلا سفر نہیں کر رہا بلکہ اس کے ساتھ نو افراد کا اپنا ایک خاندان ہے جنہیں ہم سیارے کہتے ہیں۔ سورج سے دوری کے لحاظ سے ان کی ترتیب یہ ہے۔ عطارد، زہرہ، زمین، مریخ، مشتری، زحل، یورینس، نیپ تیون اور پلوٹو۔ ان میں سے عطارد اور زہرہ کے مدار زمین کے مدار کے اندر واقع ہیں اس لئے انہیں اندرونی سیارے کہتے ہیں اور باقی کو بیرونی سیارے۔ ان میں سے بعض کے ساتھ ایک یا زائد ذیلی سیارے یا چاند ہیں جو اپنی اپنی دنیاؤں کے گرد گھوم رہے ہیں۔

سورج سورج حجم میں زمین سے قریباً ۱۳ لاکھ گنا بڑا ہے اور اس کا وزن زمین سے تین لاکھ تیس ہزار گنا زیادہ ہے زمین کی ساری سرسبزی و شادابی، حیات و بقا کا انحصار اسی پر ہے وہی ساری توانائی، حرارت اور روشنی کا منبع ہے۔ باوجود نو کروڑ میل دور ہونے کے دھوپ میں ہمارا جسم اس کی تمازت سے جھلسنے لگتا ہے اور کئی دفعہ اموات واقع ہو جاتی ہیں۔ اس کی سطح کا درجہ حرارت چھ ہزار سنٹی گریڈ کے قریب ہے لیکن اندرونی حصہ شاید دو لاکھ سنٹی گریڈ سے کم نہ ہوگا۔ سورج انہی عناصر سے بنا ہے جس سے زمین بنی ہے لیکن اس قدر عظیم تپش پر یہ عناصر ٹھوس شکل میں نہیں رہ سکتے لہذا ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ ایک دخانی گرم گولہ ہے جس میں زبردست ہیجان برپا ہے عظیم تپش، شدید دباؤ اور پیچیدہ تعاملات کی بدولت اس کے اندر ہائیڈروجن کے ایٹم ہیلیم میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ ایٹموں کے جوڑ توڑ سے جو توانائی پیدا ہوتی ہے اس کا کسی قدر اندازہ ایٹم بم میں مشاہدہ کیا جا چکا ہے اس میں اس کی توانائی اور حرارت کا راز ہے ہمارے موسمی تغیرات ہواؤں کی گردش، بارشوں کا نزول سمندروں کا تموج، پھلوں ترکاریوں کی افزائش سب اسی کا کرشمہ ہیں

عطارد عطارد سب سے چھوٹا سیارہ ہے سورج کے قریب ہونے کے باعث صرف صبح، شام تھوڑی دیر کے لئے نظر آتا ہے۔ اس کا ایک ہی رخ ہمیشہ سورج کی طرف رہتا ہے۔ اس لئے وہاں ایک طرف شدید گرمی اور دوسری طرف شدید سردی پڑتی ہوگی۔

زہرہ بھی عطارد کی طرح اندرونی سیارہ ہے اور صرف صبح شام کو نظر آتا ہے۔ حجم میں زمین کے برابر ہے۔ اس کی سطح پر ہر وقت گہرے بادل چھائے رہتے ہیں جو کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کے منجمد ہو جانے سے بنے ہیں۔ زہرہ اور عطارد کے ساتھ کوئی چاند نہیں۔

مریخ بیرونی سیاروں میں سب سے پہلے مریخ آتا ہے۔ یہ پندرہ میل فی ثانیہ (چون ہزار میل فی گھنٹہ) کی رفتار سے دو برس میں اپنا چکر سورج کے گرد مکمل کرتا ہے۔ اس کا دن زمین کے دن سے صرف ستائیس منٹ زیادہ لمبا ہوتا ہے۔ آسمان میں وہ انگارے کی طرح سرخ نظر آتا ہے۔ کئی لحاظ سے یہ زمین کے مشابہ ہے لیکن اس کی فضا بمقابلہ زمین زیادہ لطیف معلوم ہوتی ہے بعض سائنسدانوں کا خیال ہے کہ وہاں کچھ روئیدگی موجود ہے۔ دوربین کے ذریعہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے ہوائی کرہ میں آندھیوں کی سی کیفیت ہے قطبین کے قریب سفید برف سی نظر آتی ہے۔ ممکن ہے یہ پانی ہو یا کوئی منجمد گیس ہو۔ مریخ کے ساتھ دو چاند ہیں۔

مشتری مریخ کے بعد مشتری آتا ہے جو دوسرے سیاروں کے مقابلہ میں حجم میں ایک دیو معلوم ہوتا ہے۔ زمین کا قطر تو آٹھ ہزار میل ہے لیکن مشتری کا ستاسی ہزار میل ہے۔ گویا زمین سے گیارہ گنا بڑا ہے۔ اس کے ساتھ چار چاند ہیں۔ اس کے گرد بھی کثیف بادلوں کا غبار پھیلا ہوا ہے۔ یہ بادل اس کے گرد رنگ برنگ کے حلقے بنائے ہوئے نہایت خوبصورت دکھائی دیتے ہیں۔ سورج سے دوری کے باعث یہاں سخت سردی ہے قیاس یہ ہے کہ یہ بادل پانی کے نہیں ہو سکتے ممکن ہے امونیا یا میتھین گیس کے منجمد بخارات ہوں۔

زحل مشتری کے بعد زحل آتا ہے۔ جو مشتری سے ذرا چھوٹا ہے۔ اس کا قطر اکہتر ہزار میل ہے اور سورج سے فاصلہ اٹھاسی کروڑ میل ہے۔ زحل کے گرد نہایت خوبصورت اور روشن پٹیوں کا گھنا ہے۔ غالباً یہ ٹھوس ذرات ہیں جو روشنی میں چمک رہے ہیں اور گردش کے باعث حلقوں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ اس کے نو چاند ہیں۔ اس کا دن ۱۰ گھنٹے کا ہوتا ہے اور وہ چھ میل فی ثانیہ کی رفتار سے اپنا دور ساڑھے انتیس سال میں مکمل کرتا ہے

یورینس، نیپ ٹیون اور پلوٹو یورینس اور نیپ ٹیون زمین سے بڑے ہیں مگر زحل سے چھوٹے ہیں۔ یورینس کا قطر بتیس ہزار میل اور نیپ ٹیون کا اکتیس ہزار میل ہے اول الذکر کے پانچ چاند ہیں اور مؤخر الذکر کے دو۔ جو بڑی دوربینوں سے ہی نظر آتے ہیں۔ پلوٹو سب سے آخر میں دریافت ہوا۔ یہ جسامت میں زمین سے چھوٹا ہے اور اس کے ساتھ کوئی چاند نہیں۔

چاند اجرام فلکی میں سے جو چیز ہمارے سب سے زیادہ قریب ہے وہ ہمارا چاند ہے۔ چاند کا زمین سے فاصلہ قریباً دو لاکھ چالیس ہزار میل ہے اور اس کی زمین کے گرد گردش کی رفتار ایک ہزار گز فی ثانیہ ہے اپنی قربت کے باعث وہ دوسرے سیاروں اور ستاروں سے بڑا نظر آتا ہے۔ اس کا قطر صرف دو ہزار میل ہے۔ وہ اپنی ذات میں روشن نہیں بلکہ سورج کی روشنی اس کی سطح سے منعکس ہو کر ہم تک پہنچتی ہے۔ وہ زمین کے گرد اپنی گردش قریباً تیس دن میں مکمل کر لیتا ہے۔ اس کا صرف ایک رخ زمین کی طرف رہتا ہے۔ اسی لئے صرف اسی کا مشاہدہ اور مطالعہ ہوا ہے۔ بظاہر اس کی سطح نہایت صاف چمکدار نظر آتی ہے اور لوگ اس کے حسن کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ اپنے محبوب کو اس سے تشبیہہ دیتے ہیں لیکن درحقیقت وہ اس قدر صاف نہیں۔ دوربین سے دیکھیں تو اس کی سطح پر جا بجا آتش فشاں پہاڑوں کے دہانے نظر آتے ہیں جو اس کو چیچک رو بنائے ہوئے ہیں۔ کہیں دیوار کی طرح سیدھی اور بلند چٹانیں ہیں اور کہیں گہرے کھڈ ہیں۔ کہیں روشنی کے دھارے سے نکلتے معلوم ہوتے ہیں اور کہیں تاریک سائے سے چھائے ہوئے ہیں۔ وہاں نہ پانی ہے نہ ہوا۔ اس لئے کسی قسم کی روئیدگی نہیں سنسان چٹیل میدان یا پہاڑی سلسلے ہیں جہاں سورج کی روشنی براہ راست پہنچتی ہے۔ وہ جگہ آگ کی طرح تپتی ہے اور جو حصہ نشیب میں ہے وہاں سخت سردی ہے۔ ہمارے حساب سے وہاں کا دن دو ہفتوں کا ہوتا ہے۔ دن کا درجہ حرارت ڈیڑھ سو سے کم نہیں اور رات کا منفی ڈیڑھ سو تک ہوتا ہے۔ درجہ حرارت کی اس سرعت سے تبدیلی کی وجہ سے اس کی چٹانیں پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو رہی ہیں اور اس کی سطح پر باریک گرد کی ایک موٹی تہہ ہے اس کی جسامت کم ہے اس لئے اس کی کشش ثقل بھی کمزور ہے۔ جو چیز زمین پر چھ سیر ہو وہ وہاں پر ایک سیر معلوم ہوگی۔ زمین پر اگر ہم پانچ چھ فٹ اونچی چھلانگ لگا سکتے ہیں تو وہاں اونچی دیواروں کو بآسانی پھلانگا جاسکتا ہے۔ وہاں روشنی اور تاریکی کے دورے اچانک واقع ہوتے ہیں جبکہ زمین پر تبدیلی رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ زندگی کی سب بہاریں وہاں مفقود ہیں۔

کرسچین لبریشن فرنٹ

ایک اخباری خبر کے مطابق کرسچین لبریشن فرنٹ فیصل آباد کی اپیل پر اقلیتوں نے ان ناانصافیوں کے خلاف جو ان کے متعلق کی جاتی ہیں کی بات کرتے ہوئے ۱۲ تاریخ ہفتہ کے روز یوم سیاہ منایا۔ مسیحیوں نے اپنے مکانوں کے اوپر سیاہ جھنڈے لہرائے۔ اسی روز کرسچین لبریشن فرنٹ کے زیر اہتمام پاکستانی اقلیتوں نے انسانی حقوق کے سلسلے میں ایک سیمینار منعقد کیا۔ لبریشن فرنٹ کے صدر مسٹر کلیمنٹ شہباز بھٹی نے الزام لگایا کہ وڈیرے اور جاگیرداروں نے سب کچھ اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے۔ قومی سیاست انہی کے زیر تسلط ہے اور انہوں نے نچلے درجے اور درمیانے درجے کے لوگوں کے لئے اسمبلیوں کے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ مسٹر بھٹی نے افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا کہ صرف یہی لوگ انتخابات لڑ سکتے ہیں جن کے پاس روپیہ پیسہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کا سیٹ اپ بالکل غلط ہے۔ انہوں نے یہ بھی الزام

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان — محمد اسماعیل منیر

محترم محمد اشرف صاحب ناصر

۲۶ جون ۱۹۹۱ء جمعرات کا دن تھا ہم انصار اللہ کے دورہ پر راولپنڈی پہنچے محترم ڈاکٹر سید ضیاء الحسن صاحب ناظم ضلع نے بتایا کہ حسب ارشاد پنڈی صدر کے علاوہ پنڈی شہر میں بھی ایک مجلس سوال و جواب کا انتظام کیا گیا ہے جو سٹلائٹ ٹاؤن میں ہوگی جہاں حال ہی میں مولانا محمد اشرف صاحب ناصر مربی کراچی تبدیل ہو کر پہنچے ہیں۔ یہ پروگرام سن کر اپنے ساتھی مولانا دین محمد صاحب کو صدر کے زعیم اعلیٰ کے پاس بھجوایا اور خود مولانا صاحب کی زیارت کی خواہش لئے ہوئے سٹلائٹ ٹاؤن پہنچا۔ منزل مقصود پر چند لمحے انتظار کے بعد مولانا اشرف صاحب بھی تشریف لے آئے وہی متبسم چہرہ جو طالب علمی کے زمانہ سے دیکھتے چلے آرہے تھے ہمارے سامنے تھا ہلکے پھلکے انداز میں احوال پرسی ہو ہی رہی تھی کہ چند اور داعیان اپنے زیر دعوت دوستوں کے ہمراہ داخل ہوئے۔ اور اصل مجلس سوال و جواب شروع ہو گئی۔ میں نے بعض سوال اہم سمجھ کر ان سے جواب دینے کی درخواست کی تو انہوں نے سائل کی عام فہم انداز میں خوب تسلی کروا دی۔ مجھے خوشی تھی کہ احمد نگر کی طالب علمی کے بعد ایک علمی مجلس میں ہم اکٹھے تھے لیکن یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ ہماری آخری بیٹھک ثابت ہوگی۔ اور صرف پندرہ دن بعد وہ ہم سے منہ موڑ کر اپنے حقیقی اور مستقل ٹھکانے کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

مولانا اشرف صاحب طالب علمی کے زمانہ میں بھی کلاس میں نمایاں کردار ہوتے تھے اور ساری عمر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس اعزاز کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ مختلف مقامات پر جو انہوں نے علمی اور عملی نقوش چھوڑے ہیں۔ وہ جب یکجا ہوں گے تو کمیت اور کیفیت میں نمایاں رنگ پیش کریں گے ۱۹۸۹ء کے جشن تشکر کے سال میں کراچی کے جلسہ سالانہ پر جو مختصر سی تقریر انہوں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پر فرمائی وہ اتنی مقبول ہوئی کہ جلدی ہی ایک ضخیم اور جاذب نظر کتاب کی شکل میں منصہ شہود پر آچکی ہے۔

جامعہ احمدیہ سے نکلنے کے بعد میری تقرری تحریک جدید انجمن احمدیہ میں ہو گئی اور مجھے سری لنکا پھر مشرقی افریقہ میں کینیا۔ ٹانگانیکا اور یوگنڈا سے ہوتے ہوئے ماریشس جانے کا حکم ہوا جہاں ۶۶ء میں دوبارہ جانے کا موقع بھی ملا۔ پھر مغربی افریقہ کے ممالک نائیجیریا۔ غانا۔ لائیبیریا اور گیمبیا سے ہوتے ہوئے سیرالیون میں بھی کام کرنے کا موقع ملا اور وہ یہ سارے سال پاکستان کے مختلف شہروں میں احمدیہ جماعتوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ میرے قیام پاکستان کے دوران جلسہ سالانہ آئے یا اجتماع یا شوریٰ ہر موقع پر ملاقات ہوتی اور پرانی یادوں کو تازہ کیا جاتا۔ ایک دفعہ عاجز باہر جانے کے لئے ربوہ سے چناب ایکسپریس پر روانہ ہوا مغرب کے بعد بہاولپور پہنچا تو باہر پلیٹ فارم پر مولانا اشرف ناصر صاحب احباب جماعت کے ہمراہ کھڑے نظر آئے حیران ہوا کہ انہیں کس نے میری آمد کا بتا دیا تھا اس چند منٹ کی ملاقات کا نقشہ اب تک مجھے نہیں بھولا یقیناً یہ ان کے اخلاص کا بہترین نمونہ تھی جو اپنے ایک مربی ساتھی کے لئے انہوں نے خاص اہتمام سے دکھایا۔

۱۹۸۹ء کا جلسہ سالانہ یو۔ کے احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کا عظیم الشان جلسہ تھا جس میں مربیان کرام کے نمائندے کے طور پر شامل ہوئے نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کا انتخاب نہایت موزوں تھا۔ اور محترم اشرف ناصر صاحب نے طبیعت کی کمزوری کے باوجود حق نمائندگی خوب ادا کیا۔

انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے دوروں میں گذشتہ ربع صدی میں مختلف مجالس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ کئی مقامات پر ان کا ذکر خیر کانوں میں پڑتا رہا۔ رحیم یار خان والے تو انہیں خوب یاد رکھے ہوئے ہیں۔ کراچی کی ادبی مجالس اور ادبی رسائل انہیں تادیر یاد رکھیں گے۔ جن میں ان کے دیئے مضامین سلسلہ وار چلتے تھے۔

پیارے امام کی معمولی سی خواہش کا علم ہو جائے تو دل و جان سے اس کے لئے کوشاں ہو جاتے تھے۔ فروری ۱۹۹۱ء میں پیارے امام کی خواہش پر "احمدی داعیان الی اللہ کے لئے راہ عمل" نامی کتاب شائع ہوئی انہیں اس کا علم ہوا تو فوراً احمدیہ بکڈپو کراچی کے مکرم لطیف صاحب کو تحریک ہی نہ کی بلکہ ان سے ۱۰۰ کتب کے لئے مبلغ ۱۰۰۰/- روپیہ لے کر دستی بھجوا کر کتب منگوالیں تا کراچی کے احباب بھی اس سے استفادہ کر سکیں

خوشی کی بات ہے کہ آپ نے وقف کیا اس کو خوب نبھایا اور وقف کی برکات سے اپنے سارے خاندان کو مالا مال کیا اور پھر اس سلسلہ کو اپنی اگلی نسل میں بھی چلایا۔ اور اپنے ایک بیٹے انور طاہر کو وقف کر کے مربی بنوایا جو اپنے باپ کے نقش قدم پر قدم مارنے کے لئے خوب کوشاں ہے اللہ اس کی مدد فرمائے۔

محمد سمیع طاہر

مکرم چوہدری غلام یحییٰ صاحب

مکرم چوہدری غلام یحییٰ صاحب ابن چوہدری غلام مصطفیٰ سیر آف کھاریاں کو ہم سے جدا ہوئے دس سال ہو گئے ہیں۔ آپ عین جوانی کے عالم میں دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ غلام یحییٰ زمانہ طالب علمی میں میرے ہم جماعت رہے ہیں۔ وہ نہایت مخلص احمدی تھے۔ بچپن سے ہی دعوت الی اللہ کا شوق رکھتے تھے۔ خدام الاحمدیہ کے اجلاسوں میں وہ اپنے ہم جماعتوں کو لایا کرتے تھے۔ جن میں سے بعض نے انہی کے ذریعے احمدیت کی نعمت حاصل کی۔ ۱۹۷۴ء میں کھاریاں کی مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد تھے ان کی صحت اچھی نہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے نہایت جرأت ہمت اور مستعدی سے کام کیا۔

آپ سلسلہ کے لئے ہمہ وقت خدمت کے لئے تیار رہتے تھے۔ امامت سے دلی وابستگی رکھتے تھے۔ سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے میں خوب دلچسپی رکھتے تھے۔ عبادت بیت میں آکر جماعت کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ اور نہایت رقت سے خدا کے حضور عاجزانہ دعائیں کیا کرتے تھے۔

بوڑھے باپ کے لئے نوجوان بیٹے کی وفات ایک بہت بڑا صدمہ تھی۔ لیکن چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب نے رضائے الٰہی کے سامنے صبر سے سر جھکا دیا۔

یحییٰ صاحب جیسے نوجوان بہت کم ہوتے ہیں۔ وہ خاموشی سے اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔ ان کے کردار سادہ، بناوٹ اور تصنع سے پاک ہوتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

شذرات

امریکہ میں طوفان

کچھ طوفان تو ایسے ہیں جن کی پیش بندی کی جا سکتی ہے مثلاً بنگلہ دیش سے اکثر کہا جاتا ہے کہ اگر پہلے طوفان کی اطلاع مل جائے تو سمندر جو ان کی ہلاکت کا سامان پیش کرتا ہے وہ کم ہو جائے۔ لیکن اگر ہوا تیز ہو اور برف باری ہو اور بارش بھی خاصی شدت سے برس رہی ہو تو اس سلسلے میں کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ قدرت کا ایسا فعل ہے جس کے آگے انسان بند نہیں باندھ سکتا چنانچہ گذشتہ دنوں امریکہ کے مشرقی ساحل پر نیویارک اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں خاصا تباہی کا منظر دیکھنے میں آیا ہوائیں بہت تیز چلیں برف باری بھی بہت زیادہ ہوئی۔ اور بارش بھی بڑی شدت کی آئی کہا جاتا ہے کہ اس طوفان میں تقریباً ۱۵ افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے پندرہ کی تعداد یوں تو کم لگتی ہے لیکن ملک ہو امریکہ اور شہر ہو نیویارک تو وہاں یہ تعداد بھی خاصی زیادہ سمجھی جائے گی۔ بنگلہ دیش میں جو طوفان آتے ہیں وہ تو سمندر کے کنارے پر ماہی گیروں کی خستہ جھگیوں کو بہا کر لے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ بعض اوقات سینکڑوں بلکہ ہزاروں افراد بھی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہاں کے طوفان اور امریکہ کے طوفان میں یہ فرق ہے کہ یہاں تباہی زیادہ ہوتی ہے لیکن نیویارک میں بھی جب بارشیں تیز ہوں برف باری ہو اور ہوائیں بھی خوب تیز تیز چل رہی ہوں اور اس سارے طوفان میں مرنے والوں کی تعداد پندرہ تک پہنچ جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ امریکہ کے لئے ایک بڑا طوفان تھا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۷۲۸ میں امتہ البصیر عائشہ بنت ملک عبدالسمیع خان قوم ککے زئی افغان پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 264/A گلبرگ کالونی فیصل آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱-۴-۹۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) طلائی بالیاں وزنی ۲ ماشہ (۲) چاندی کا سیٹ وزنی ۴۰ گرام اس وقت مجھے مبلغ یکصد ۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ امتہ البصیر عائشہ 264/A گلبرگ کالونی فیصل آباد گواہ شد نمبر ۱ ۔ ملک عبدالسمیع صاحب والد موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ عبدالرشید نگران حلقہ گلبرگ کالونی فیصل آباد۔

مسل نمبر ۲۸۷۲۹ میں شیخ عزیز احمد صاحب ولد شیخ فضل احمد صاحب قوم شیخ پیشہ کاروبار عمر ۶۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 541/A-1 گل بہار کالونی فیصل آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۲-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ نقد رقم ۲½ لاکھ ۔ ۲۰۵۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۳۶۰۰ روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۹ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ۔ شیخ عزیز احمد 541/A-1 گلی نمبر ۱ گل بہار کالونی فیصل آباد گواہ شد نمبر ۱ ۔ وسیم احمد ناصر وصیت نمبر ۲۷۰۰۸ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد اکرم عفیظ وصیت نمبر ۲۷۰۰۲ ۔

مسل نمبر ۲۸۷۲۳ میں شفیق احمد ولد چوہدری محمد عیسیٰ صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال ۱۰ ماہ ۱۷ دن بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۴/۲۴ دارالرحمت وسطی ربوہ حال جرمنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۷-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۴ مارک ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۹ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد شفیق احمد ۴/۲۴ ، دارالرحمت وسطی حال جرمنی ۔ گواہ شد نمبر ۱ ۔ بشیر احمد جرمنی گواہ شد نمبر ۲ ۔ محمد صادق پرویز برادر موصی ۔

ٹریفک کے نشانات

اطلاعات و اعلانات

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم جلیل مرزا صاحب کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام یسریٰ مرزا تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ مکرم خلیل مرزا صاحب آف جنیوا کی پوتی اور مکرم شیخ مبارک احمد صاحب آف اسلام آباد کی نواسی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بچی کو نیک صالحہ بنائے اور لمبی عمر سے نوازے۔

تبدیلی نام

میں نے اپنے بیٹے رفیق احمد سعید کا نام بدل کر سعید احمد رفیق رکھ لیا ہے۔ آئندہ سے اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے

محمد شفیق والد سعید احمد رفیق

۳/۶ دارالنصر غربی ربوہ۔

بقیہ صـ۱ سے آگے

ہی نے کروائی۔

موصوفہ مکرم مولوی صدر الدین کھوکھر صاحب آف کراچی اور مکرم مولوی منیر الدین احمد صاحب مربی سلسلہ کی سب سے بڑی ہمشیرہ اور مکرم محمد الیاس منیر صاحب اسیر راہِ مولا کی نانی تھیں۔

احباب سے ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ : صـ۳ سے آگے

الفاظ میں قوت ڈھلتی ہے۔ دنیا کو نظر نہیں آتی۔ لیکن وہ محسوس کرتی ہے۔ اس کے اثر سے بچ نہیں سکتی۔"

(الفضل ۷ نومبر ۱۹۸۲ء)

بقیہ : صـ۵ سے آگے

لگایا کہ ملک میں اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی کی جارہی ہے اور ایسا وہ بنیاد پرست کررہے ہیں جو ان کے خیال کے مطابق اقلیتوں کے خلاف سیاہ قانون مرتب کروانا چاہتے ہیں۔

مسٹر بھٹی نے بابری مسجد کی بے حرمتی کی مذمت کی لیکن اس بات کا مطالبہ کیا کہ وفاقی حکومت ان کی عبادت گاہوں اور اسی طرح دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرے۔ انہوں نے اس بات کا انکشاف کیا کہ وہ عنقریب تمام عیسائیوں کی ایک کانفرنس بلائیں گے۔ تاکہ ایسی پالیسی اختیار کی جائے جس کے ہوتے ہوئے ان کے ساتھ دھوکا نہ کیا جاسکے۔ اور ان کی مشکلات حل ہو سکیں۔ مسٹر منظور نیازی جو جھٹہ مزدور محاذ کے ایک لیڈر ہیں نے کہا کہ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ اقلیتوں کے لئے موت ثابت ہوگا۔

یوم سیاہ منانے کے لئے فیصل آباد میں تمام عیسائیوں نے اپنی دکانیں بند رکھیں اور واپڈا اور ایف۔ڈی۔اے کے مسیحی ملازمین ڈیوٹی پر حاضر نہ ہوئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۴۔ دسمبر۔ دھوپ نکلی ہوئی ہے اور موسم خوشگوار ہے۔

○ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے صدر غلام اسحاق خان نے ۲۲۔ دسمبر کو خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کے نام پر جو کچھ کیا جا رہا ہے اس میں جمہوری اداروں کے تقدس کا پاس نہیں کیا گیا۔ اس میں قصور کسی کا بھی ہو یہ طرز عمل اچھا نہیں انہوں نے کہا سیاسی مسائل کو سیاسی اداروں کے ذریعے طے کرنا چاہیئے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ آرڈی ننسوں کے ذریعے قانون سازی کے رجحان کی حوصلہ شکنی چاہتے ہیں۔

○ صدر غلام اسحاق نے پارلیمنٹ سے اپنے خطاب میں عالمی صورتحال پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ نئے عالمی نظام کی آمد کے آثار اب تک نظر نہیں آ رہے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کا حساس مسئلہ حل کئے بغیر دیگر تنازعات طے نہیں ہو سکتے۔

○ وزیر اعظم پاکستان نے اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ پی ڈی اے نے مشترکہ اجلاس سے غیر حاضر ہو کر پارلیمانی روایت قائم نہیں کی۔ انہیں چاہیئے تھا کہ وہ اجلاس میں شرکت کر کے اپنے گذشتہ رویہ کا اظہار کرتے اور اپنے تشخص کو بہتر بناتے۔

○ پارلیمنٹ میں صدر مملکت کے خطاب کے بائیکاٹ کا فیصلہ جزوی طور پر ناکام ہو گیا۔ کیونکہ پی۔ ڈی۔ اے کے اس فیصلے کے باوجود دوسری اپوزیشن جماعتوں کے ارکان نے اس اجلاس میں شرکت کی۔ بلکہ پاکستان پیپلز پارٹی کے سات ارکان بھی اس میں شامل ہوئے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف نواز نے کہا ہے کہ فوج جمہوری عمل کے حق میں ہے اور وہ جمہوری اداروں کا استحکام چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمہوری ادارے مضبوط ہیں اور جمہوری نظام کامیابی سے چل رہا ہے۔

○ وزیر اعظم پاکستان نے عدالتوں سے متعلق متنازعہ آرڈی ننس کی نظر ثانی کے لئے وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین کی سربراہی میں کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ پی ڈی اے اور این ڈی اے کی جماعتوں نے صدر کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں خطاب کو مایوس کن قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس خطاب نے پوری قوم کو مایوس کیا ہے۔

○ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے صدر کے خطاب کے موقع پر اسلام آباد کی انتظامیہ نے دارالحکومت کو مکمل طور پر سیل کر دیا۔ اور حفاظت کے انتظامات انتہائی سائینٹفک انداز میں کئے گئے۔ اسلام آباد محاصرے میں رہا۔ کسی کو بھی اسلام آباد میں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ خواتین پر لاٹھی چارج کیا گیا۔

○ سندھ ہائی کورٹ کے فل بنچ نے پیپلز پارٹی کے رہنما مسرور احسن کو عدالت میں ہی رہا کرنے اور ان کے خلاف قائم مقدمات ختم کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ انہوں نے مزید فیصلہ دیا کہ ۳۱۔ دسمبر ۹۲ء تک مسرور احسن کو دوبارہ گرفتار نہیں کیا جا سکے گا۔

○ این ڈی اے کے چیئرمین نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا ہے کہ مجھے صدر مملکت سے کوئی امید نہیں ہے وہ اپنے صدارتی عہدہ کے آخری سال میں حکمران طبقہ کی حمایت کے لئے مجبور ہیں۔

○ لیبیا کا ایک مسافر طیارہ بن غازی سے دارالحکومت طرابلس تک پرواز کے دوران حادثے کا شکار ہو کر تباہ ہو گیا۔ طیارے میں سوار تمام کے تمام ۱۵۷ افراد ہلاک ہو گئے۔

○ عبدالستار ایدھی نے کہا ہے کہ میں قوم کا مستقبل محفوظ بنانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا موجودہ حکومت اس قابل نہیں کہ اسے تین ماہ بھی اقتدار میں رہنے دیا جائے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر گوہر ایوب نے کہا ہے کہ اپوزیشن صدارتی آرڈی ننس کا معاملہ قومی اسمبلی میں پیش کر سکے گی۔

○ چیئرمین سی بی آر نے کہا ہے کہ ٹیلیفون پر ایکسائز ڈیوٹی ختم نہیں ہو گی اور نہ ہی انکم ٹیکس افسروں کے اختیارات کم ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ زرعی ٹیکس کے نفاذ پر غور کیا جا رہا ہے۔

○ دفاعی تجزیہ نگاروں نے بتایا ہے کہ بھارت فوجی اخراجات کم ظاہر کر کے عالمی رائے عامہ کو بیوقوف بنا رہا ہے۔ گذشتہ دس برس کے دوران دفاع پر ۲۴، ارب ۴۰، کروڑ ڈالر خرچ کئے گئے لیکن انہیں صرف ۶، ارب ڈالر ظاہر کیا گیا۔ بھارت صرف علاقائی نہیں عالمی سپر طاقت بننا چاہتا ہے۔

○ گذشتہ روز پنجاب بھر میں ڈاکٹروں نے پی۔ ایم۔ اے کی اپیل پر اپنے مطالبات کے حق میں یوم سیاہ منایا وارڈوں میں مریض تڑپتے رہے۔ مگر کوئی ڈاکٹر وارڈ میں داخل نہیں ہوا۔ اور نہ ہی آؤٹ ڈور ڈیوٹی پر بیٹھا۔

○ ایران کے صدر ہاشمی رفسنجانی نے ایرانی عوام پر زور دیا ہے کہ وہ ٹیکنالوجی اور سائنس میں ترقی کے لئے کام کریں۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کی سرپرستی کرنے والے ہمیں دہشت گرد کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مغربی حکومتیں ایران کے خلاف مسلسل جوہری ہتھیار بنانے کا غلط الزام لگا رہی ہیں جو کہ افسوسناک ہے۔

○ برطانیہ کے وزیر اعظم جان میجر اچانک بوسنیا اور کروشیا کے دورے پر روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں وہ ان برطانوی فوجیوں سے ملاقاتیں کریں گے۔ جو اقوام متحدہ کی امدادی کارروائیوں میں فرائض انجام دے رہے ہیں۔

○ صومالیہ میں دو بڑے متحارب گروپوں نے دارالحکومت سے ہتھیار ہٹانے شروع کر دیئے ہیں۔ اس طرح قبائل کے درمیان جاری دو سالہ لڑائی کے خاتمے کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔

○ خلیج تعاون کونسل کے رکن ممالک ابوظہبی میں سربراہ اجلاس کر رہے ہیں جس کا مقصد روز افزوں ایرانی عسکریت پسندی کے مقابل علاقائی دفاع میں اضافہ کرنا ہے۔ شیخ زید بن سلطان نے کونسل کے تین روزہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے ایک ایسی فوج قائم کرنے پر زور دیا جو خلیج کی ریاستوں کی حفاظت کرے۔

○ سعودی عرب کے شاہ فہد نے مدینہ منورہ میں مذہبی رہنماؤں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ مساجد کے منبر مخصوص کاموں کے لئے وقف رہنے چاہئیں اور ان کو دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے استعمال نہیں کیا جانا چاہیئے۔

○ تاجکستان میں سرکاری فوج نے مسلمان باغیوں کے اصل ٹھکانے پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔

FLU CURATIVE SMELL // فلو کیوریٹو سمیل

ٹیکے کی طرح زود اثر، عطر کی طرح بے ضرر

صرف سونگھنے سے زکام، نزلہ، کھانسی، گلے کی خرابی، ناک کی بندش، انفلوئنزہ اور نمونیہ وغیرہ نظام تنفس RESPIRATORY SYSTEM کی امراض بہت جلد اور بغیر تکلیف کے دور ہو جاتی ہیں۔ ایک شیشی پورے گھر کے لئے کافی ہے۔ قیمت -/۲۰ روپے

فلو کیوریٹو سمیل کے ساتھ چھ اور کیوریٹو سمیلز

(۱) برائے بخار (۲) مقوی قلب (۳) برائے نظام ہضم (۴) برائے جسمانی درد (۵) برائے ایمرجینسی (۶) برائے اصلاح مزاج و نفسیات، ملا کر سات کیوریٹو سمیلز کا پرس -/۱۵۰ روپے میں دستیاب ہیں۔ ڈاک خرچ -/۲۰ روپے۔

نوٹ: یہ بے ضرر کیوریٹو سمیلز میڈیکل اور نان میڈیکل سبھی کاروباری لوگ ہول سیل اور پرچون میں خرید اور بیچ سکتے ہیں۔ کمیشن معقول، لٹریچر فری۔

موجد
راجہ نذیر احمد ظفر ربوہ
کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل گولبازار ربوہ فون ۶۰۶ / ۷۷۱

حبوب مفید اطہرا — ۱۵ گرام -/۱۶ — ۶۰ گرام -/۴۸

اکسیر اولادِ نرینہ — (کورس) -/۱۵۰ روپے

زدجام عشق — خاص -/۴۸۰ روپے

روشن کاجل — -/۵ روپے

تریاقِ معدہ — -/۱۰ روپے — -/۲۰ روپے

NASIR ناصر

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ